خلاصہ خطبہ جمعہ مورخہ 15 مئی 2026 بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

گزشتہ خطبہ میں حضور انور نے آنحضرت ﷺ کی مبارک سیرت سے عاجزی اور انکساری کے خلق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

ہم اس بات پر یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ دنیا میں اگر کوئی کامل انسان پیدا ہوا ہے تو وہ آنحضرت ملی ہیں نہ آپ سے پہلے کوئی کامل شخص پیدا ہوا نہ بعد میں ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی اور تمام اخلاق اور تمام انسانی صفات کے اعلیٰ ترین معیار آنحضرت ﷺ کی ذات میں جمع ہیں۔

اپنے ماننے والوں کو بھی ہمیشہ عاجزی اپنانے کی تلقین فرمائی، آپ ﷺ کے اس خلق کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ کہو کہ میں تم جیسا ایک بشر ہی ہوں، آپ ﷺ آخری اور کامل شریعت لانے والے نبی تھے لیکن پھر بھی یہی کہلایا گیا کہ میں ایک عاجز انسان ہوں۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں کسی کامل انسان کا نمونہ موجود نہیں اور نہ آئندہ قیامت تک ہو سکتا ہے پھر دیکھو کہ اقتداری معجزات کے ملنے پر بھی حضور کے شامل حال ہمیشہ عبودیت ہی رہی اور بار بار اِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ (الکھف: 11) ہی فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ کلمہ توحید میں اپنی عبودیت کے اقرار کا ایک جزو لازم قرار دیا جس کے بدوں مسلمان مسلمان ہی نہیں ہو سکتا۔ سوچو! اور پھر سوچو!! پس جس حال میں بادی اکمل کی طرز زندگی ہم کو یہ سبق دے رہی ہے کہ اعلیٰ ترین مقام قرب پر بھی پہنچ کر عبودیت کے اعتراف کو ہاتھ سے نہیں دیا تو اور کسی کا تو ایسا خیال کرنا اور ایسی باتوں کا دل میں لانا ہی فضول اور عبث اور عبث ہے۔

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

خالی شیخیوں سے اور بے جا تکبر اور بڑائی سے پرہیز کرنا چاہیے اور انکساری اور تواضع اختیار کرنی چاہیے۔ دیکھو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ حقیقتاً سب سے بڑے اور مستحق بزرگی تھے ان کے انکسار اور تواضع کا ایک نمونہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ لکھا ہے کہ ایک اندھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر قرآن شریف پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن آپ کے پاس عمائد مکہ اور رؤسائے شہر جمع تھے اور آپ ان سے گفتگو میں مشغول تھے۔ باتوں میں مصروفیت کی وجہ سے کچھ دیر ہو جانے سے وہ نابینا اُٹھ کر چلا گیا۔ یہ ایک معمولی بات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق سورۃ نازل فرمادی۔ اس پر آنحضرت اس کے گھر میں گئے اور اسے ساتھ لا کر اپنی چادر مبارک بچھا کر بٹھایا۔ اصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں عظمت الٰہی ہوتی ہے ان کو لازماً خاکسار اور متواضع بننا ہی پڑتا ہے کیونکہ وہ خدا کی بے نیازی سے ہمیشہ ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔

یہ صرف ایک قصہ نہیں بلکہ ہمارے لئے سبق بھی ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ سے محبت کا دعویٰ ہے تو پھر عاجزی اور انکساری اختیار کرو۔

حضرت عباس سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر انسان کے سر کے ساتھ دو زنجیریں بندھی ہوئی ہیں، ایک زنجیر آسمان کی طرف ہے اور ایک زنجیر زمین کی طرف، جب بندہ عاجزی اور فروتنی اختیار کرتا ہے تو اسے آسمان کی طرف کھینچا جاتا ہے اور جب تکبر کرتا ہے تو اسے زمین کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ جب بندہ عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ اسے ساتویں آسمان تک اُٹھالیتا ہے۔

مومن کیلئے آتا ہے کہ صدقہ اور مالی قربانی کرنے سے مال میں کوئی کمی نہیں آتی، معاف اور درگزر کرنے سے عزت میں کوئی کمی نہیں آتی بلکہ عزت بڑھتی ہے۔ اگر اس حقیقت کو پہچان لیں تو معاشرے کے بہت سے جھگڑے ختم ہو جائیں۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کریگا، پوچھنے پر کہ کیا آپ کو بھی تو فرمایا کہ نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ کا فضل مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے، اس لئے جو عمل کرو نہایت سنوار کر کرو اور اسے قرب الٰہی کیلئے بجالاؤ، اور تم میں سے کوئی موت کی آرزو ہرگز نہ کرو، اگر وہ نیک ہو تو ہو سکتا ہے مزید نیکی کا موقع ملے اور اگر وہ بد ہو تو ہو سکتا ہے کہ توبہ کر کے اللہ کی ناراضگی کو دور کرے۔

آپ ﷺ مسکین کا بھی خیال رکھنے کی تلقین فرماتے، عاجزی کا یہ حال تھا کہ مسکین اور بیواؤں کی بات غور سے سنتے۔ بچوں سے بھی پیار اور عاجزی کا اظہار فرماتے اور ان کے لئے دعا کرتے۔

آپ ﷺ ظاہری رکھ رکھاؤ اور تکلف سے بھی پرہیز فرماتے، صحابہ کرام کو ہمیشہ نصیحت فرماتے کہ مجھے میرے مقام اور مرتبہ کے حق سے زیادہ نہ بڑھاؤ، اور اسلام کی محبت کی وجہ سے محبت کرو۔ باوجود افضل ہونے کے دوسرے انبیاء سے افضل بیان کرنے سے بھی منع فرمایا۔ حجتہ الوداع کے موقع پر بھی گو آپ ﷺ کے ساتھ ایک لاکھ مسلمان شامل حج تھے لیکن آپ ﷺ ایک معمولی کجاوے والی سواری اور معمولی سی چادر میں ملبوس تھے۔

حضرت عثمان بیان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ ہمارے بیماروں کی عیادت کرتے تھے ہمارے جنازوں کے ساتھ جاتے تھے۔ آپ ﷺ معمولی سی دعوت کو بھی قبول فرماتے۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک کوڑی کا ہاتھ پکڑا اور اس کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔ فتح مکہ کے وقت بھی عاجزی سے سر جھکائے بیٹھے تھے۔ صحابہ کرام کے ساتھ کام میں شمولیت اختیار کرتے اور اپنی عاجزی کا نمایاں اظہار فرماتے۔ گھر والوں کے کاموں میں بھی مدد فرماتے۔ جب مجلس میں آتے تو اگر کوئی کھڑا ہونے لگتا تو اسے منع فرماتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہمیں عاجزی کی حقیقت کو سمجھنے اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ کو ہمیشہ سامنے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَن یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ ۞وَاَشْھَدُ أَنْ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۞ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۞عِبَادَاللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ۞اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۞ اذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْ کُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ۞